یا اللہ جل جلالہٗ
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

چو شوریدگاں مے پرستی کنند
بر آواز دولاب مستی کنند
(سعدی)

محمد حفیظ الرحمٰن المعصومی

قوالی کی شرعی حیثیت

از قلم
استاذ العلماء مولانا عطا محمد صاحب دام ظلہ بندیال شریف
ضلع سرگودھا

ناشر
مکتبہ رضائے حبیب
مریدکے ضلع شیخوپورہ

سلسلہ اشاعت ۴۸

کتاب — قوالی کی شرعی حیثیت

کتابت — میاں محمد اقبال (رانا)

مؤلف — استاذ العلماء مولانا عطا محمد صاحب گولڑوی

مطبع — لاہور آرٹ پریس انار کلی لاہور

طباعت بار اول — ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ / مئی ۱۹۷۲ء

ناشر۔ مکتبہ رضائے حبیب مرید کے ضلع شیخوپورہ

تعداد — پانچ سو

قیمت — ۵۰ پیسے

ملنے کا پتہ

(۱) محمد عبد الحکیم شرف قادری۔ انجمن اسلامیہ اشاعت العلوم چکوال ضلع جہلم

(۲) مکتبہ نبویہ ۔ مکتبہ حامدیہ، گنج بخش روڈ لاہور

(۳) رضوی کتب خانہ۔ نزد جلال دین ہسپتال ۔ اردو بازار، سرکلر روڈ لاہور

(۴) مولوی محمد انور صاحب، تاجر کتب دار العلوم مظہریہ امدادیہ بندیال (سرگودھا)

(۵) مولانا محمد منشا صاحب تابش قصوری فردوس ٹیلرز مرید کے (شیخوپورہ)

(۶) مولانا غلام رسول صاحب سعیدی۔ جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو۔ لاہور۔

انجمن اسلامیہ اشاعت العلوم

چکوال

marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

مختصر حالات

استاذ الاساتذہ ملک المدرسین حضرت علامہ الحاج مولانا عطا محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ، آپ متقدمین اساتذہ کی عظیم یادگار اور موجودہ دور کے اکابر فن میں نہایت قد آور شخصیت ہیں۔ اس وقت ملکِ پاک کے اکثر و بیشتر مدارس دینیہ میں آپ کے بلا واسطہ یا بالواسطہ تلامذہ خدمات تدریس انجام دے رہے ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۹۱۸ء کو پدھراڑ ضلع سرگودھا میں ہوئی آپ کے چھوٹے بھائی حضرت مولانا علی محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ جنہوں نے تمام کتب درسیہ آپ سے پڑھیں اور دورۂ حدیث بریلی شریف میں حضرت شیخ الحدیث مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ سے پڑھا عالم جوانی میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ نے وسنال ضلع جہلم میں حافظ الٰہی بخش صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا۔ وہیں مولانا قاضی محمد بشیر صاحب سے فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ ۱۹۳۲ء میں استاذ العلماء مرجع الفقہاء مولانا یار محمد صاحب بندیالوی قدس سرہٗ (متوفی ۱۳۶۳ھ / ۱۹۴۷ء) کی خدمت میں بندیال ضلع سرگودھا حاضر ہوئے جہاں سات سال کے عرصہ میں کتب صرف، نحو اور فقہ کے علاوہ اصول فقہ سے حسامی اور منطق سے قطبی وغیرہ کتابیں پڑھیں، اس عرصے میں خدمت استاذ میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا حتیٰ کہ استاذ العلماء کی علالت کے دوران چھ ماہ تک اسباق نہ ہو سکے عقیدت اور نیاز مندی کی فراوانی کی وجہ سے کسی اور جگہ جانے کا خیال تک نہ آیا اور حسب سابق برابر خدمتگزاری میں مصروف رہے۔ آخر خود حضرت استاذ العلماء کے فرمانے پر آپ علامہ زماں مولانا

marfat.com

مہر محمد صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں اچھرہ لاہور چلے گئے تعطیلات کے موقعہ پر پہلے استاذ مکرم کی خدمت میں بندیال حاضری دیتے اس کے بعد گھر جاتے۔

دو سال اچھرہ رہ کر معقولات کی آخری کتابیں پڑھیں پھر انگھی (گجرات) چلے گئے لیکن وہاں صرف چھ ماہ رہ کر واپس لاہور آگئے۔ ان دنوں مولانا محب النبی صاحب دامت برکاتہم العالیہ جامعہ نعمانیہ (لاہور) میں مسند تدریس پر فائز تھے، چند ماہ میں ان سے شمس بازغہ، شرح عقائد اور خیالی وغیرہ کتابیں پڑھیں۔

مولانا محب النبی صاحب جلیل القدر فاضل ہونے کے باوجود نہایت منکسر المزاج اور تکلف سے بے نیاز شخصیت ہیں۔ جبہ و کلاہ اور ظاہری آرائش سے انہیں قطعاً کوئی سروکار نہیں۔ راقم سطور نے ایک دفعہ ان سے دریافت کیا کہ "حضرت مولانا عطا محمد صاحب بندیالوی نے آپ سے کچھ پڑھا ہے؟" تو فرمانے لگے۔ انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ میرے چند اسباق رہتے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ اس سال پڑھ لئے جائیں، تاکہ آئندہ سال مستقل طور پر صرف نہ کرنا پڑے تو میں نے انہیں کہا کہ میرے ساتھ تکرار کر لیا کریں اور اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو پوچھ لیا کریں۔" وہ یہ باتیں کر رہے تھے اور میں حیرت سے انہیں دیکھ رہا تھا کہ وقت کے ایک بہت بڑے فاضل کے استاد ہونے پر فخر و ناز کرنے کی بجائے اس سادگی سے واقعہ کو بیان کر دیا گویا یہ کوئی بات ہی نہ ہو۔

حضرت خواجہ غلام محی الدین صاحب دامت برکاتہم العالیہ زیب سجادہ عالیہ گولڑہ شریف کی معیت میں جب آپ بغداد شریف کی حاضری سے مشرف ہوئے تو حضرت مولانا شیخ عبد القادر آفندی خطیب جامع امام اعظم (بغداد شریف) سے حدیث و فقہ کی سند حاصل کی۔ یہ ۱۹۴۷ء کا واقعہ ہے۔

غالباً ۱۹۴۰ء میں تمام علوم مروجہ کی تحصیل سے فارغ ہو کر مسند تدریس پر فائز ہوئے پہلے سال جامعہ فتحیہ اچھرہ لاہور میں فرائض تدریس انجام دینے کے بعد سال کے آخر میں رئیس المدرسین حضرت مولانا غلام محمود صاحب قدس سرہٗ

marfat.com

صاحب تحفہ سلیمانیہ حاشیہ تکملہ و نجم الرحمٰن الرجم حزب الشیطٰن کے پاس بھیرہ (سرگودھا) حاضر ہوئے اور تصریح شرح چغمینی وغیرہ کا درس لیا۔ یہاں صرف ڈیڑھ ماہ قیام فرمایا۔ جامعہ فتحیہ اچھرہ میں دو سال تدریس کے بعد آپ کو حضرت مفتیٔ اعظم پاکستان مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف میں بلالیا۔ یہاں ایک سال قیام کے بعد ایک سال مدرسہ اسلامیہ رانیاں (حصار) رہے۔ تین سال بھیرہ (سرگودھا) ایک سال جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف تقریباً آٹھ سال ضیا شمس الاسلام سیال شریف اور اس کے بعد اب تک جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال (سرگودھا) میں فرائض تدریس انجام دے رہے ہیں۔

آپ اس دور میں معقولات و منقولات کی تدریس میں منفرد مقام رکھتے ہیں۔ ہر سال معقول و منقول کی انتہائی کتابوں کا درس دیتے ہیں جو اپنی مثال آپ ہوتا ہے۔ آپ کو اگر دنیائے تدریس کا سلطان کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ آپ کی شہرت اور مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ ہر صاحب علم آپ کے کمال تدریس کا معترف نظر آتا ہے علومِ عقلیہ کا ذوق آپ کی طبیعت پر غالب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی زیادہ تر شہرت معقولات ہی میں ہے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ معقولات کی طرح منقولات کے پڑھانے میں بھی یکتا ہیں، راقم الحروف غالباً ۱۹۵۹ء میں حضرت قبلہ شیخ الحدیث مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لائل پور حاضر ہوا۔ تو فرمانے لگے۔ کہاں پڑھتے ہو؟ عرض کیا بندیال۔ پھر پوچھا کیا پڑھتے ہو؟ عرض کیا۔ شرح جامی، مختصر المعانی اور تکملہ عبدالغفور۔ یہ سُن کر مسکراتے ہوئے فرمایا۔

بندۂ خدا! منطق و معقول کے گھر میں رہ کر منطق کا کوئی سبق شروع نہیں کیا؟۔ راقم کا بندیال میں یہ پہلا سال تھا۔ فقیر اس سے پہلے مختصر المعانی مختلف مقامات سے تین چار اساتذہ سے پڑھ چکا تھا کسی کتاب کے ختم ہونے پر حضرت قبلہ

استاذ صاحب نے فرمایا۔ اَب مختصر المعانی شروع ہوگی، تم بھی اس میں شریک ہو جانا
مَیں نے عرض کیا کہ مَیں مختصر المعانی پڑھ چکا ہوں۔ فرمایا تم نے نہیں پڑھی، اب پڑھنا
بلا مبالغہ جب میں نے چند اسباق پڑھے تو مجھے اس بات کا احساس ہوا کہ واقعی مَیں
نے مختصر نہیں پڑھی تھی اور اب یوں محسوس ہوتا تھا کہ خود مصنّف اپنی کتاب
پڑھا رہا ہے۔ اور کتاب کے ہر مخفی گوشے کو بے نقاب کئے جا رہا ہے۔

علومِ دینیہ کی تدریس سے آپ کو عشق کی حد تک لگاؤ ہے۔ سلفِ صالحین
کی طرح نام و نمود سے کوئی علاقہ نہیں رکھتے۔ ایک دفعہ راقم سطور نے عرض کیا کہ
آپ کوئی کتاب لکھدیں۔ اس سے خلقِ خدا کا فائدہ بھی ہو گا اور ایک یادگار بھی باقی
رہے گی۔ بڑی سختی سے فرمایا۔ افادۂ عوام والی بات درست ہے لیکن یادگار
والی بات کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔

آپ نہائت خلیق، ملنسار اور متواضع شخصیت کے مالک ہیں۔ باہمہ علم وفضل
عُجب، خود بینی اور ریا سے دُور کا واسطہ بھی نہیں رکھتے۔ طلبا اور عوام سے نہائت سادگی
اور بے تکلفی سے گفتگو فرماتے ہیں۔ مزاج میں حیرت انگیز تحمل ہے، اس کے باوجود دورانِ
تدریس رعب اور دبدبے کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اچھے اچھے لائق طلباء دم بخود حاضر
ہوتے ہیں۔ حق گوئی و حق پرستی آپ کا شعار ہے۔ تقویٰ و پرہیزگاری میں اپنی مثال
آپ ہیں۔ نماز اس اطمینان سے ادا کرتے ہیں کہ صحابہ کرام کی یاد تازہ ہو جاتی ہے نماز
صبح کے بعد دیر تک اوراد و وظائف میں مشغول رہتے ہیں۔ ناشتہ سے فارغ ہو
کر ظہر تک اور ظہر سے عصر تک اسباق کا درس جاری رہتا ہے۔ صبح اور عصر کے
بعد میل ڈیڑھ میل تک سَیر کرنا آپ کے معمولات میں داخل ہے۔

۱۹۶۳ء میں آپ حج اور زیارت حرمین شریفین کے لئے گئے۔ حج سے واپسی کے
بعد ذوق و شوق اور رقت میں بہت اضافہ ہو گیا۔ اہل بیت کرام کے ذکر پر آبدیدہ
ہو جانا تو عام سی بات ہے۔ طلباء کی خیر خواہی اور ہمدردی آپ کی طبیعت ثانیہ
ہے۔ اسباق کے علاوہ بھی شفقت اور لطف و کرم کا عام ظہور ہوتا رہتا ہے۔

marfat.com

ایک دفعہ مولانا غلام رسول صاحب سعیدی کو شدید کھانسی ہو گئی۔ بہت سارے دن گزر گئے۔ لیکن مرض نہ گیا۔ آپ نے انہیں تاکیداً فرمایا۔ کہ لاہور جا کر اپنا علاج کراؤ۔ صرف اسی پر اکتفا نہ کیا۔ بلکہ کچھ رقم خود دی اور کچھ مولانا فضل حق صاحب سے دلائی اور انہیں علاج کے لئے بھیجا۔ سعیدی صاحب کہتے ہیں کہ مجھے اتنی تاکید سے شاید والدہ صاحبہ نے بھی علاج معالجہ کے لئے نہیں کہا ہوگا جتنی تاکید سے استاذ صاحب قبلہ نے فرمایا۔

اگرچہ آپ کی معنوی اولاد (تلامذہ) بہت زیادہ ہے۔ پھر بھی ہم سب کی آرزو اور دلی دعا تھی کہ مولائے کریم جل مجدہٗ حضرت استاد صاحب قبلہ کو نرینہ اولاد عطا فرمائے۔ ایک عرصہ پہلے آپ کے ہاں ایک صاحبزادہ فدا محمد تولد ہوا تھا۔ مگر وہ صغر سنی میں ہی داغ مفارقت دے گیا۔ ان دنوں آپ گولڑہ شریف پڑھایا کرتے تھے۔ آخر دربار ایزدی میں دعائیں اور التجائیں قبول ہوئیں اور یکم رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ مطابق ۲ نومبر ۱۹۷۰ء کو سوموار کی شب ۱۲ بجے مولائے کریم جل شانہٗ نے ایک اور صاحبزادہ عطا فرمایا۔ جس کا نام فدا الحسن رکھا گیا۔ اللہ تعالےٰ انہیں عمر خضری اور طالع سکندری عطا فرمائے۔

جناب صوفی اصغر علی صاحب اصغرؔ نے اس موقعہ پر پنجابی میں ایک قصیدہ لکھا جس کے چند شعر درج ذیل ہیں۔

عطا اللہ دی، عطا محمدی لے سُنیاں نیک فرزند عطا ہویا
گولا گولڑے دا کرم چشتیاں دا، مہر پاک دا صدقہ فدا ہویا
غوث پاک دیاں کرم نوازیاں تھیں، پورا اج بڑھاپے دا چا ہویا
قدرت سادتی ضعیف نوں بخش لاٹھی آخر وقت وچہ فضل خدا ہویا
سُن کے خوشی دا رہیا نہ کوئی حد بنہ سجدے شکر دے پیا گزار داہاں
اصغرؔ اپنے استاد دے باغ اندر میں طالب سدا بہار داہاں

آپ ان معدودے چند افراد میں سے ہیں۔ جنہوں نے فرائض تدریس کو

marfat.com

کما حقہ انجام دیا۔ آپ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے عمر عزیز کے شب و روز محض تدریس میں صرف کر دیئے۔ وعظ و خطابت اور تصنیف و تالیف کی طرف بہت ہی کم توجہ فرمائی۔

ذیل میں آپ کی چند تدریسی خصوصیات پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) بیسیوں دفعہ درسی کتب پڑھانے کے باوجود ہر کتاب باقاعدہ مطالعہ کر کے پڑھاتے ہیں پھر یہی نہیں کہ کتاب پر ایک سرسری نگاہ ڈال لی۔ بلکہ نظر غائر سے ملاحظہ فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ گرمیوں کے موسم میں آپ نے ہدایہ اخیرین کا مطالعہ شروع کیا۔ ادھر راقم الحروف نے بھی کتاب دیکھنا شروع کی۔ مطالعہ کرنے کے بعد دیکھا۔ تو پتہ چلا کہ آپ ابھی کتاب ملاحظہ فرما رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ ہر دفعہ نئے نئے مضامین بیان فرماتے ہیں۔

(۲) طلبار سے مطالعے کی سخت پابندی کرواتے ہیں کسی طالب علم کے متعلق اگر محسوس کرلیں کہ اس نے پوری طرح مطالعہ نہیں کیا۔ تو اسے اچھی خاصی سرزنش فرماتے ہیں اسلئے وہاں غیر محنتی طالبعلم کی بہت کم گنجائش ہوتی ہے۔

(۳) مشکل سے مشکل مقام کو اس خوش اسلوبی سے بیان فرماتے ہیں کہ اس مطلب کے مشکل ہونے پر اعتبار نہیں آتا۔ انداز بیان ایسا پاکیزہ اور سہل ہوتا ہے کہ ہر بات دل و دماغ میں اترتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ عبد الغفور نحو کی ایک مشکل ترین کتاب ہے۔ اس کا ایک مقام پڑھتے وقت راقم حسن بیان سے مسحور ہو کر رہ گیا تھا جس کا اثر آج تک دل میں محسوس ہوتا ہے۔ بس یوں سمجھئے کہ نظریات کو بدیہی کر دکھاتے ہیں۔

(۴) جب تک پڑھنے والے کو شرح صدر حاصل نہ ہو جائے اس وقت تک انہیں اطمینان نہیں ہوتا۔ بعض اوقات ذہین طلبار کسی مطلب کے تکرار کو طوالت سمجھنے لگتے ہیں لیکن آپ کے پیش نظر ہر قسم کے طلبار ہوتے ہیں۔ اسلئے آپ بالکل اکتاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ حد یہ کہ ان کی نظر عبارت کے ہر گوشہ پر ہوتی ہے اور اس بات کو روا نہیں رکھتے کہ کسی پہلو کو نظر انداز کر دیا جائے۔

marfat.com

(۵) طلباء کے سامنے ان کی تعریف نہیں کرتے چاہے وہ کتنا ہی لائق و فائق کیوں نہ ہو۔ خاص طور پہ جو طالب علم ان کی زیادہ خدمت کرے۔ اس کی بہت کم رعایت کرتے ہیں۔ اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ طلباء میں خواہ مخواہ غرور پیدا نہیں ہوتا بلکہ جذبۂ محنت بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ رئیس الاذکیاء مولانا محمد اشرف صاحب سیالوی نے جب وزیر آباد جا کر دَورۂ قرآن اور لائل پور دَورۂ حدیث پڑھا۔ اور دیگر مدارس کے طلباء کی علمی قابلیت کا جائزہ لیا تو ایک موقعہ پہ بطور خوش طبعی کہا کہ۔

"باہر جا کر پتہ چلا کہ ہم بھی علامہ ہیں ورنہ یہاں (بندیال)، تو استاد صاحب نے ہمیں احساس ہی نہیں ہونے دیا۔ کہ ہمیں بھی کچھ آتا ہے"

(۶) تعلیم علوم کے ساتھ ساتھ طلباء کی اخلاقی اور عملی اصلاح پر بھی خاص توجہ فرماتے ہیں۔ اکثر طور پر نقائص کی نشاندہی فرما کر اخلاقِ صالحہ اور اعمالِ حسنہ کی ہدایت فرماتے رہتے ہیں۔

ایک دفعہ مولانا حافظ شاہ محمد صاحب ایک جگہ تدریس کے لئے جانے لگے تو آپ نے دیگر ہدایات کے علاوہ خاص طور پر فرمایا۔ "طلباء سے اوقاتِ تدریس کے علاوہ زیادہ اختلاط نہ رکھنا۔ اس سے بہت سی خرابیوں کے پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ دورِ طالبعلمی میں تمام طلباء سے بے تکلفی اور عام اختلاط ہوتا ہے۔ اسلئے بعد تدریس میں اس عادت کا چھوڑنا خاصا دشوار ہوتا ہے۔ مزید فرمایا کہ اگر ہو سکے تو اپنے کپڑے بھی خود دھو لیا کرنا۔"

(۷) دورانِ تدریس مناسبت مقام سے اختلافی مسائل کی تحقیق بیان فرمانا آپ کی امتیازی خصوصیت ہے۔ شرح عقائد، خیالی، مسلم الثبوت اور بیضاوی وغیرہ میں مسئلہ امتناع کذب باری تعالےٰ کو شرح و بسط سے بیان فرماتے ہیں۔ مخالفین کے شبہات کا رد اور اہلِ سنت و جماعت کے دلائل زوردار طریقے سے بیان فرمایا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ مسئلہ نور، علم غیب، حاضر و ناظر وغیرہ مسائل کو نہایت

marfat.com

مدلل انداز میں بیان فرمایا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے تلامذہ راسخ الاعتقاد اور مسلک اہلِ سنت وجماعت پر مضبوطی سے کاربند واقع ہوئے ہیں، ایک دفعہ فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں اہلِ سنت وجماعت میں پیدا فرمایا۔ کہیں گستاخوں کے گروہ میں شامل نہیں فرمایا۔"

جناب ملک فضل الرحمٰن صاحب (بندیال) کٹر قسم کے دیوبندی تھے، دیوبندیوں کی طرف سے بعض اوقات علمائے اہلِ سنت کو مسائل اختلافیہ پر گفتگو کرنے کا چیلنج بھی دیا کرتے تھے۔ جناب ملک الٰہی بخش صاحب کے ذریعے حضرت استاذ مکرم کے درس میں شریک ہونے کا اتفاق ہوا۔ حضرت استاذ مکرم کے منصفانہ اور عالمانہ بیانات اور زوردار دلائل نے ان کے ذہن کا رُخ بدل دیا۔ ملک صاحب زید مجدہٗ بفضلہ تعالیٰ وکرمہ غلط عقائد سے تائب ہو گئے ڈاڑھی رکھ لی، اور کئی سال تک باقاعدہ درسِ حدیث میں شریک ہوتے رہے۔ ماشاء اللہ اب تو پورے مولوی اور عالم دکھائی دیتے ہیں۔

ایک دفعہ ایک دیوبندی مولوی نے بندیال میں تقریر کی اور اپنے گستاخانہ خیالات کا اظہار کیا۔ اتفاق دیکھئے کہ اس کی پوری آواز استاذ صاحب قبلہ تک پہنچتی رہی باوجودیکہ آپ تقریر میں دلچسپی نہیں لیتے۔ لیکن اس موقع پر دینی حمیت جوش میں آگئی۔ کرائے کا وہی لاؤڈ سپیکر لاکر اہلِ سنت کی مسجد میں نصب کیا گیا۔ آپ نے بعد از نماز عشا ساڑھے تین گھنٹے ایسی مدلل تقریر فرمائی کہ عوام وخواص عش عش کر اُٹھے۔ آپ کے سامنے میز پر کتابوں کا انبار لگا ہوا تھا۔ آپ تقریر کر رہے تھے اور کتابوں کے حوالجات دکھاتے جا رہے تھے۔ اس کے بعد گمان تھا کہ مخالفین مخالفانہ کاروائی کریں گے مگر کسی کو دم زدن کی مجال نہ ہوئی۔

کچھ عرصہ بعد بندیال کے ایک دیوبندی مولوی نے علماء اہلِ سنت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر وہ مناظرہ کرنا چاہیں۔ تو ہم تیار ہیں۔ بندیال کے ایک ملک صاحب (ملک خان) نے کہا ایسی بات مت کرو۔ ورنہ مولانا عطا محمد صاحب کتابیں

لے کر آ جائیں گے۔ پھر تم سے کچھ بھی نہ ہو سکے گا۔ اس پر وہ مولوی صاحب چپ ہو کر رہ گئے۔
آپ کی جامع الصفات شخصیت اس قدر پُرکشش ہے کہ ایک دفعہ شریکِ درس ہونے والا طالب علم دوسری طرف کا رُخ نہیں کرتا۔ مولانا مظفر اقبال ابن حضرت مولانا مفتی غلام جان رحمۃ اللہ تعالیٰ (لاہور) کچھ عرصہ آپ سے پڑھتے رہے بعد ازاں بعض ناگزیر وجوہ کی بنا پر حاضر خدمت نہ ہو سکے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ کسی اور جگہ باقاعدگی سے سلسلۂ تعلیم جاری نہ رکھ سکے۔ اسی طرح صوفی احمد علی صاحب تصریح شروع کرنا چاہتے تھے۔ لیکن بہت دیر تک شروع نہ ہو سکی۔ انہوں نے ایک حکیم صاحب کے متعلق سُنا کہ وہ افق المبین وغیرہ کتابیں پڑھاتے ہیں۔ حکیم صاحب کے پاس جانے کے لئے رختِ سفر باندھا۔ وہاں گئے لیکن مقصد حاصل نہ ہُوا۔ پھر لاہور چلے گئے۔ لیکن چند ماہ بعد پھر بندیال پہنچ گئے۔

طلبا پر بے انتہا شفیق ہونے کے باوجود استغنا بھی درجہ کمال کو پہنچا ہُوا ہے۔ ایک دفعہ فرمانے لگے "طلبا کی مثال ٹوپیوں کی سی ہے۔ سر سلامت ہونا چاہئیے ٹوپیاں بہت مل جاتی ہیں"۔

ایک دفعہ کسی کتاب کے ختم ہونے پر چھ سات بڑے بڑے طلبا نے مل کر خیالی شروع کرانے کی درخواست کی۔ لیکن آپ نے فرمایا۔ اب رسالہ قطبیہ شروع کرایا جائیگا۔ انہوں نے گزارش کی کہ خیالی تمام شرکا نے پڑھنی ہے۔ جبکہ رسالہ قطبیہ دو ایک کے علاوہ سب پڑھ چکے ہیں۔ اُستاد صاحب نے فرمایا۔ "جس نے پڑھنا ہے پڑھے۔ جو نہیں پڑھنا چاہتا نہ پڑھے"۔ چنانچہ رسالہ قطبیہ شروع ہو گیا۔ ان طلبا میں سے کسی نے یہ سوچا تک نہیں کہ ہمارا سبق شروع نہیں ہُوا۔ لہٰذا ہم کسی اور جگہ چلے جائیں۔ بلکہ اکثر و بیشتر نے اسی رسالہ قطبیہ کا سماع شروع کر دیا۔ اس واقعے سے طلبا کی عقیدت اور وابستگی کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کمال علم و فضل کے ساتھ ساتھ ایسے کئی واقعات ملتے ہیں۔ جن سے آپ کی شانِ عبقریت کا پتہ چلتا ہے۔

آپ نو عمری میں ہی غوثِ زمانہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی

marfat.com

قدس سرہٗ العزیز کے دستِ اقدس پر بیعت ہو گئے تھے، پھر جب تحصیل علوم سے فراغت کے بعد بغداد شریف حاضر ہوئے، تو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مزارِ اقدس کے پاس حضرت خواجہ غلام محی الدین صاحب جانشین حضرت سیدنا پیر مہر علی صاحب گولڑوی قدس سرہٗ کے ہاتھ پر دوبارہ بیعت کی۔ حضرت استاذ مکرم نے ایک دفعہ فرمایا کہ اکثر لوگ حضورِ اعلیٰ پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ کو "حضرت صاحب" اور موجودہ سجادہ نشین صاحب کو صاحبزادہ صاحب کہتے تھے۔ مجھے یہ بات ناپسند گزرتی تھی۔ اس لئے میں نے موجودہ حضرت صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی، آپ کو اپنے شیخ سے بے پناہ عقیدت ہے۔ آپ ہر سال کم از کم ایک مرتبہ ضرور گولڑہ شریف حاضری دیتے ہیں۔" اس کے علاوہ فرید الملۃ والدین گنج شکر رحمہ اللہ تعالےٰ کے مزار پُر انوار پہ پاکپتن شریف عرس کے موقعہ پر کئی دفعہ حاضری دے چکے ہیں۔

اپنے اساتذہ سے بےحد عقیدت رکھتے ہیں، علماءِ اہل سنت کا ذکر بعض مسائل فقہیہ میں علمی اختلاف کے باوجود نہائت احترام سے کرتے ہیں۔ مولانا محمد اشرف صاحب سیالوی کی شادی کی تقریب پر سلانوالی تشریف فرما تھے۔ دورانِ گفتگو علامہ نبہانی قدس سرہٗ کی تالیف لطیف "جواہر البحار" کا ذکر آگیا تو فرمانے لگے۔

"عربی میں علامہ نبہانی، فارسی میں شیخ محقق شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور اُردو میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی۔ ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ ان حضرات نے علو شانِ رسالت کو خوب بیان کیا۔ ان کی زندگی کا مشن ہی دربارِ رسالت میں گلہائے عقیدت پیش کرنا تھا۔"

آپ کی ذاتِ گرامی اہلِ سنت و جماعت کے لئے نعمتِ عظمیٰ ہے۔ آپ نے اہلسنت و جماعت کو بلند پایہ مدرسین کی بہت بڑی جماعت عطا کی ہے۔ آپ کی نسبت تلمذ نہائت فیض رساں ہے۔ ملک پاک کے تقریباً ہر بڑے مدرسے میں آپ کے شاگرد اور شاگردوں کے شاگرد تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

چند تلامذہ کے اسماء درج ذیل ہیں۔

marfat.com

۱۔ استاذ العلماء مولانا غلام رسول صاحب شیخ الحدیث جامعہ رضویہ لائل پور۔
۲۔ مولانا محمد عبدالحق صاحب مہتمم جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال شریف (سرگودہا)
۳۔ مولانا محمد اشرف صاحب سیالوی صدر مدرس ضیاء شمس الاسلام سیال شریف ضلع سرگودھا۔ (مصنف الکوثر شریف وغیرہ)۔
۴۔ مولانا اللہ بخش صاحب مہتمم شمس العلوم مظہریہ رضویہ وال بھچراں۔ (میانوالی)۔
۵۔ مولانا سید محمود احمد صاحب رضوی شارح بخاری و مدیر ماہنامہ رضوان لاہور۔
۶۔ مولانا غلام رسول صاحب سعیدی صدر مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور۔
۷۔ مولانا پیر محمد اشرف صاحب قادری آستانہ عالیہ کھریپڑ شریف ضلع لاہور۔
۸۔ مولانا پیر محمد صاحب مہتمم دارالعلوم معینیہ پشاور۔
۹۔ مولانا فضل سبحان صاحب مہتمم جامعہ قادریہ بغدادیہ۔ مردان۔
۱۰۔ مولانا صاحبزادہ نور سلطان صاحب مہتمم جامعہ انوار باہو بھکر میانوالی۔
۱۱۔ مولانا صاحبزادہ سید غلام جلب شاہ صاحب وڈچھ شریف (سرگودھا)
۱۲۔ مولانا حافظ غلام محمد صاحب تونسوی مدرس دربار عالیہ حسینیہ حسن آباد مظفر گڑھ
۱۳۔ مولانا محمد بشیر صاحب۔ مدرس جامعہ غوثیہ کراچی ۱۶۔
۱۴۔ مولانا صاحبزادہ جمال الدین صاحب آستانہ عالیہ خواجہ آباد شریف۔
۱۵۔ مولانا مقصود احمد صاحب ڈسٹرکٹ خطیب محکمہ اوقاف لاہور۔
۱۶۔ مولانا قاری جان محمد صاحب مدرس جامعہ نعیمیہ۔ لاہور۔
۱۷۔ مولانا محمد شریف صاحب۔ مدرس۔ اڈہ مریدوالا۔ لائل پور
۱۸۔ مولانا عطا محمد صاحب قادری۔ مدرس جامعہ قطبیہ رضویہ جھنگ۔
۱۹۔ مولانا فضل حق صاحب ناظم جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال۔
۲۰۔ مولانا حافظ عطا محمد صاحب مدرس و خطیب جامع مسجد توکلی خوشاب
۲۱۔ مولانا مظفر اقبال صاحب ابن مولانا مفتی غلام جان صاحب مدرس جامعہ نعمانیہ لاہور۔
۲۲۔ مولانا محمد یعقوب صاحب ہزاروی۔ مدرس جامعہ غوثیہ لالہ موسٰے۔
۲۳۔ مولانا غلام نبی صاحب مدرس جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم گوجرانوالہ۔

marfat.com

۲۴۔ مولانا غلام محمد صاحب خطیب ٹنڈو قیصر حیدر آباد۔

۲۵۔ مولانا محمد رمضان صاحب خطیب جامع مسجد غلہ منڈی گوجرہ۔

۲۶۔ مولانا محمد حنیف صاحب خطیب بغدادی جامع مسجد قائد آباد۔

۲۷۔ مولانا امام الدین صاحب خطیب اعظم منڈی چوہڑکانہ

۲۸۔ مولانا منظور احمد صاحب حافظ آباد۔ ۲۹۔ مولانا حافظ شاہ محمد صاحب (رشادیہ)

۳۰۔ مولانا شہباز خاں صاحب مرحوم۔ ۳۱۔ مولانا عبد الواحد صاحب رشادیہ۔

۳۲۔ مولانا حافظ فیروز الدین صاحب خطیب میمن مسجد کراچی (۳۳) مولانا شیخ احمد صاحب۔ چنیوٹ

۳۴۔ مولانا محمد سعید صاحب اوکاڑہ۔ ۳۵۔ مولانا حیات شاہ صاحب خطیب ننکانہ۔

۳۶۔ فقیر قادری محمد عبد الحکیم صاحب شرف انجمن اسلامیہ اشاعت العلوم چکوال۔

حضرت استاذ مکرم نے عمر شریف کا بہت بڑا حصہ تدریس میں صرف فرمایا اسلئے تصنیف و تالیف کی طرف چنداں توجہ نہیں فرمائی۔ فارسی اشعار میں صرف کا ایک مختصر رسالہ "صرف عطائی" رمضان شریف کے بارے میں ریڈیو کی خبر نا مقبول ہونے کے متعلق ایک رسالہ "مسئلہ امتناع کذب" کے متعلق ایک مبسوط فتویٰ، مدارس عربیہ کے نصاب سے متعلق ایک مقالہ جو آپ نے جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں پڑھا۔ اور مشائخ صوفیہ کے سماع کے جواز پر ایک رسالہ "قوالی کی شرعی حیثیت" وغیرہ وقتی حالات کے تحت تحریر فرما چکے ہیں۔ کاش اگر بعض درسی کتب پر حواشی تحریر فرمادیں تو وقت کی اہم ضرورت پوری کرنے کے ساتھ ساتھ ہزاروں اہل سنت کی دلی آرزوں کی تکمیل بھی ہوگی اور بندگان خدا عرصہ دراز تک ان سے فیضیاب ہوتے رہیں گے۔

آخر الذکر رسالہ "قوالی کی شرعی حیثیت" کو اس مقصد کے پیش نظر شائع کیا جا رہا ہے کہ حضرت استاذ مکرم کی یہ تحریر محفوظ ہو جائے۔ اور اہل علم آپ کے علوم و معارف سے استفادہ کر سکیں۔ در اصل یہ ایک فتویٰ ہے جس میں نہایت اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ مولائے کریم حضرت استاذ مکرم کی دیگر تحریرات کو منظر عام پر لانیکی توفیق عطا فرمائے! امین

محمد عبد الحکیم شرف قادری۔ چکوال ضلع جہلم۔

۱۰ محرم الحرام ۱۳۹۲ھ

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ

صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

اما بعد۔ بندہ کی نظر سے ایک مراسلہ گذرا جس میں مشائخ کرام کے سماع اور قوالی کو حرام لکھا گیا ہے اور حد یہ ہے کہ مشائخ کی مجالس سماع میں شامل ہونے والے کے پیچھے نماز کو بھی منع کیا گیا ہے۔ اس لئے بندہ نے باوجود کثرت مشاغل کے اس مسئلہ کی وضاحت کا ارادہ کیا۔ مولیٰ جل جلالہٗ سے استدعا ہے کہ حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

تمہید۔ ذیل میں بندہ چند مقدمات بطور تمہید ذکر کرتا ہے۔ ان مقدمات کو اصل مطلب میں بہت دخل ہے۔ لہٰذا ان مقدمات میں غور ضروری ہے۔

مقدمہ اولیٰ۔ حرمت کے اثبات کے لئے ایسی نص کی ضرورت ہوتی ہے جو ثبوت اور دلالت کے اعتبار سے قطعی ہو۔ حرمت دلیل ظنی سے بھی ثابت نہیں ہوتی، چہ جائیکہ چند اقوال سے ثابت کی جائے۔

تلویح میں ہے۔ وان کان ترکہ اولیٰ فمع المنع عن الفعل بدلیل قطعی حرام۔ یعنی جس فعل کو دلیل قطعی کی وجہ سے منع کیا گیا ہے وہ حرام ہے۔

علماء پر واضح ہے کہ دلیل قطعی قرآن کریم کی نص، خبر متواتر اور اجماع کے بعض افراد ہیں اور خبر واحد مفید ظن ہے۔

مقدمہ ثانیہ۔ یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ کسی چیز کے شرائط مقرر کرنا شارع جل جلالہٗ یا شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حق ہے۔ ہم اپنے طور پر حلال اور حرام کے شرائط مقرر کرنے کا ہرگز حق نہیں رکھتے۔

مقدمہ ثالثہ۔ شرائط دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) شرائط جواز (۲) اور شرائط اولویت۔ ہر دو شرائط کو خلط ملط کرنا کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔

مقدمہ رابعہ۔ یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ سلاسل مشائخ میں طرق وصول مختلف ہیں۔ ہر ایک نے ایک طریقہ کو منتخب فرمایا۔ جو اس کے نزدیک راجح تھا اور انکے درمیان

marfat.com

بعض مسائل میں اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔ مشائخ کرام کا یہ اختلاف ائمہ اربعہ کے اختلاف کی طرح ہے کہ ہر امام نے کتاب وسنت سے اپنے اپنے مسلک پر استدلال قائم کیا ہے۔ بلکہ ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ ایک ہی آیت اور ایک ہی حدیث سے دو مختلف مطلب لئے گئے ہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں ہے۔ وحملہٗ وفصالہٗ ثلثون شہراً امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ تیس ماہ کو مدت حمل اور مدت رضاعت کے مجموعہ پر محمول فرماتے ہیں۔ کہ چھ ماہ اقل مدت حمل ہے۔ اور دو سال مدت رضاع ہے لیکن امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تیس ماہ ہر ایک کی پوری مدت ہے۔ لہذا مدت رضاع اڑھائی سال ہے۔

بندہ کا مقصد اس مثال سے صرف اتنا ہے کہ اصل استدلال تو قرآن مجید اور حدیث شریف کے الفاظ سے ہوتا ہے۔ مفسرین اور شراح حدیث نے اپنے اپنے مختارات کے مطابق تفسیریں اور شرحیں کی ہیں۔ لہذا صرف ایک تفسیر یا شرح کو لے کر دوسرے پر طعن بالکل نامناسب ہے۔ اب ان مقدمات کے بعد بندہ باب غناء میں اپنا دعوےٰ پیش کرتا ہے۔

دعویٰ درباب غناء۔ غناء کے بارے میں بندہ کا دعویٰ دس اجزاء پر مشتمل ہے۔

جزءِ اول۔ مشائخ صوفیہ کے نزدیک غناء مزامیر کے ساتھ ہو یا کہ بغیر مزامیر کے نہ تو مطلقاً جائز ہے اور نہ مطلقاً ناجائز۔

جزءِ ثانی۔ غنا مع مزامیر مخصوص دنوں میں مثلاً عید اور نکاح وغیرہ میں مباح ہے بلکہ مخصوص دنوں میں غناء مع المزامیر سے انکار خلافِ سنت ہے۔

جزءِ ثالث۔ غنا کی حرمت پر کوئی حدیث صحیح نہیں ہے اور جن سے حرمت معلوم ہوتی ہے۔ وہ سب حدیثیں غیر صحیح ہیں۔

جزءِ رابع۔ غناء کا جواز مخصوص باد ف نہیں ہے بلکہ جس آلہ سے کیا جائے مباح ہے۔

جزءِ خامس۔ فقہا کرام کی غناء کے بارے میں تشدید حکمت زجر پر مبنی ہے۔

جزءِ سادس۔ ائمہ اربعہ جیسے امام مالک اور شافعی اور احمد حنبل سب غناء سنتے تھے اور

marfat.com

ائمہ احناف سے امام ابو یوسف اور داؤد طائی بھی سنتے تھے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے غنا کے ممنوع ہونے پر کوئی نص صریح نہیں ہے۔ بلکہ آپ کے بعض تلامذہ نے آپ کے ایک قول سے اس مسئلے میں کراہت مستنبط کی ہے۔

جزء سابع۔ غنا جو کہ فواحش سے خالی ہو، عام ازیں کہ مزامیر کے ساتھ ہو یا کہ بغیر مزامیر کے صحابہ سے لیکر تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین تک مجالس غنا میں حاضر ہوتے تھے۔

جزء ثامن۔ عید اور دوسرے مواقع خوشی پر غنا مع مزامیر لہو و لعب کے طور پر جائز ہے۔

جزء تاسع۔ غنا کے جواز میں جو شرائط کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ وہ شرائط اولویۃ ہیں نہ کہ شرائط جواز۔ اور یہ شرائط بھی متفق علیہا نہیں ہیں۔

جزء عاشر۔ غنا مع المزامیر میں اختلاف صوفیہ کے ماسوا میں ہے اور غنائے صوفیہ تو بالاتفاق مباح بلکہ مستحب ہے۔

اب ہم اس دعوے کو بجمیع اجزاء ائمہ دلائل سے ثابت کرتے ہیں۔ اور مختلف دلیلوں سے مختلف اجزاء دعویٰ ثابت کئے جائیں گے۔

دلیل اول بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے۔ عن عائشۃ قالت ان ابا بکر دخل علیہا وعندھا جاریتان فی ایام منیٰ تدففان وتضربان وفی روایۃ تغنیان بما تقاولت الانصار یوم بعاث والنبی صلی اللہ علیہ وسلم متغش بثوبہ فانتہرھما ابو بکر فکشف النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن وجہہ فقال دعہما یا ابا بکر فانہا ایام عید وفی روایۃ یا ابا بکر ان لکل قوم عید اوھذا عیدنا متفق علیہ بخاری شریف میں ایک جگہ یہ الفاظ ہیں۔ فانتہرنی وقال مزمارۃ الشیطان عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم

خلاصہ معنی حدیث شریف یہ ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میرے پاس دو لڑکیاں انصار کی جنگ کے اشعار دف بجا کر گا رہی تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ مبارک کپڑے کے ساتھ ڈھانپ کر استراحت فرماتے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

marfat.com

داخل ہوئے اور ان لڑکیوں کو جھڑکا تو آپ نے منہ مبارک سے کپڑا اٹھا کر فرمایا کہ ان کو کچھ نہ کہو کیونکہ یہ عید کے دن ہیں۔ اس حدیث پر شراح نے اپنے اپنے خیال کے مطابق بحث کی ہے۔ الفاظ حدیث سے اتنا قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ غنا مع آلہ خاص اوقات میں مباح ہے۔

اب بندہ چند شراح کی عبارات یہاں نقل کرتا ہے۔

شیخ محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی رائے ملاحظہ ہو فرماتے ہیں۔

بدانکہ ایں حدیث است کہ تمسک مے کنند بداں اہل سماع در اباحت غنا و شنیدن آں با آلہ (تا) ابوبکر انکار کرد تغنی وتدفیف را و منع و زجر کرد ازاں (تا) وندانست کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) آں را تقریر نمودہ و روا داشتہ است دلیل است چیزے ازاں وابوبکر را بایں فرق وتفصیلے علم نبود پس دلالت کرد حدیث بر اباحت مقدارے ازاں در روز عید وغیر آں از مواضع کہ مباح است در وے فرح و سرور (تا) وازینجا اباحت علی الاطلاق لازم نیاید (تا) وانصاف آں است کہ نص قطعی بر حرمت آں علی الاطلاق چنانچہ بر حرمت زنا و شرب خمر آمدہ ثابت نشدہ است و بہ تحقیق تصریح کردہ اند بعض از مشائخ محدثین کہ حدیث در حرمت غنا صحیح نہ شدہ است (تا) واصل در اشیاء اباحت است (تا) وفقہاء را دریں باب تشدید و تعصب بسیار است الخ

اس طویل عبارت سے چند امور واضح ہوئے۔ (اول) غنا مع مزامیر خاص مواقع پر مباح ہے لیکن یہ اباحت علی الاطلاق نہیں ہے۔ اور یہی ہمارے دعوے کی جزو اول وثانی ہے (دوم) غنا کی حرمت پر کوئی حدیث صحیح نہیں ہے اور جن احادیث سے حرمت کا پتہ چلتا ہے، سب غیر صحیح ہیں۔ اور یہی ہمارے دعویٰ کی جز ثالث ہے اب انصاف پسند غور فرمائیں کہ مانعین حضرات حدیث غیر صحیح سے حرمت کیسے ثابت کرتے ہیں جبکہ خبر واحد صحیح سے بھی حرمت ثابت نہیں ہوتی جیسا کہ تمہید میں گذر چکا ہے (سوم) یہ صحیح نہیں ہے کہ شیخ محقق حرمت علی الاطلاق کے قائل ہیں۔ (چہارم) جن اہل سماع نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ وہ صوفیہ کرام اور مشائخ

marfat.com

عظام ہیں جیساکہ صراحتہً عنقریب آئیگا۔ لہٰذا یہ کہنا بھی غلط ہُوا کہ مشائخ پر افترا ہے کہ وہ غنا مع مزامیر سنتے تھے (پنجم) شیخ محقق نے فرمایا کہ اس حدیث سے اباحت غنا بآلہ پہ استدلال ہے نہ اباحت غنا بادف۔ تو معلوم ہُوا۔ کہ دف کی خصوصیت نہیں ہے بلکہ مراد آلہ ہے یعنی ذکر خاص اور مراد عام ہے۔ چنانچہ اکثر احکام شرعیہ میں ایسا ہی ہے۔ تو اَب بعض حضرات کا یہ فرمان بھی غلط ہُوا کہ صرف دَف مباح ہے اور دوسرے آلات مباح نہیں ہیں۔

اس پر ایک اور دلیل بھی ملاحظہ ہو۔ بخاری شریف میں مزمارہ کا لفظ وارد ہے حضرت صدیقؓ اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی دف پر مزمارہ کے لفظ کا اطلاق کیا ہے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی مزمار کو اس خاص وقت میں مباح فرمایا ہے۔

اَب مزمارہ کا معنے بھی شیخ کے الفاظ میں ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں "ومزمار آلتے کہ مے زنند آں را اہلِ غنا مثل نے ورباب ودَف و مانند آں" تو شیخ کی کلام سے تمام آلات کی اباحت ثابت ہوئی۔ اس تقریر سے ہمارے دعوےٰ کی جزء رابع کہ "غنا کا جواز مخصوص بادف نہیں ہے جو بھی آلہ ہو مباح ہے" ثابت ہوگئی (ششم) جن فقہاء نے باب غنا میں تشدید کی ہے۔ کسی دلیل پر مبنی نہیں ۔بلکہ تشدید اس لئے اختیار کی گئی ہے کہ لوگ غنا کو مطلقاً جائز نہ سمجھ لیں۔

اس توضیح سے ہمارے دعوےٰ کی جزء خامس کہ غنا کے بارے میں فقہاء کرام کی تشدید (حکمت زجر پر مبنی ہے) ثابت ہوگئی (ہفتم) شیخ محقق نے اپنی اس تحقیق کو ان الفاظ سے شروع کیا ہے " وانچہ ازیں حدیث بنظر انصاف بے شوب تعصب و اعتساف متبادر میگردد " اس عبارت سے معلوم ہُوا کہ اباحت غنا مع مزامیر را دفات مخصوصہ منصفین کا قول ہے۔

شیخ نور الحق دہلوی صاحبزادہ حضرت شیخ تیسیر القاری شرح بخاری میں حدیث مذکور کے تحت فرماتے ہیں۔ " مقام عالی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقتضی آں بود کہ گوشش ہم بر آں نہ نہند لیکن چوں انکار نہ کردو منع نہ فرمود تجویز ازاں فہم میشود"

marfat.com

اور شیخ محقق کے پر پوتے حضرت شیخ الاسلام حدیث مذکور کے تحت شرح بخاری میں فرماتے ہیں:- "در روایت آئندہ بیاید کہ اے ابو بکر ہر قوم را عیدا ست و ایں روز عید ما است و ایں تعلیل است ازاں حضرت مر امر بہ ترک جاریہ ابو بکر صدیق را و بیان حکمت تجویز است دریں روز کہ مباح است سرور شرعاً دراں روز پس نباشتے انکار کردانند ایں را دراں روز چنانکہ انکار کردہ نمے شود نزد نکاح"

ان عبارات سے یہ ثابت ہو گیا کہ مخصوص دنوں میں غنا مع آلہ سے انکار خلاف سنت ہے۔ اب بھی ہمارے دعویٰ کی جز ثانی "کہ مخصوص دنوں میں غنا مع المزامیر مباح ہے" ثابت ہو گئی۔ اب ذرا یہ حضرات غور فرمائیں کہ جو شرائط غنا کے متعلق پیش کی جاتی ہیں کیا وہ اس مقام ورود حدیث میں موجود تھیں؟ ظاہر ہے کہ وہ شرائط یہاں بالکل مفقود ہیں۔ لہذا شرائط کو اگر شرائط جواز کہا جاوے تو یہ بالکل باطل ہے۔ البتہ اگر ان کو شرائط اولویۃ کہا جاوے۔ یہ درست ہو سکتا ہے۔ یہ شیخ الاسلام شرح بخاری میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔

"ایں حدیث چنانکہ گفتہ اند ظاہر است در منع سماع و تغنی بدف و نحو آں در غیر روز عید و مانند آں از انچہ رخصت یافتہ دراں نوع از لہو و سرور (الیٰ) بلکہ گفت منع مکن کہ امروز روز عید است یعنی از حکم منع تغنی و تدفیف در روز عید ایں قدر لہو و سرور مستثنیٰ و جائز است و دختر کاں و نو سالاں اگر اشعار مدح دلاوری و شجاعت بآواز خوش سرایند محذور نہ بود (الیٰ) و دریں مسئلہ میان علماء و فقہاء قدیماً و حدیثاً الیٰ"

ــہ حضرت شیخ الاسلام کی تعریف مولانا انور شاہ کشمیری نے فیض الباری میں بایں الفاظ کی ہے وھو حفید لمولانا عبد الحق الدھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ولہ حاشیۃ علی الجلالین یسمیٰ بالکمالین و ھو احسن من حاشیۃ علی القاری۔ الجمالین وکنت ارجو ان تکون حاشیتہ لطیفۃ لکونہ قارئاً فلما رایتھا وجدتھا سطحیۃ (الیٰ) اما حاشیۃ ذلک الحفید فلا ریب انہ جید حتی اظنہ اعلم من جدہ الخ یعنی شیخ الاسلام مولانا عبد الحق دہلوی کے پرپوتے ہیں۔ انکا حاشیہ جلالین پر ہے جس کا نام کمالین ہے یہ حاشیہ ملا علی قاری کے حاشیہ علی الجلالین جس کا نام جمالین ہے، سے بہت اچھا ہے میں یہ خیال کرتا تھا کہ شاید علی قاری کا یہ حاشیہ بہترین ہوگا لیکن جب میں نے اسے دیکھا تو اسے سطحی پایا اور شیخ الاسلام کا حاشیہ نہایت تحقیق ہے حتیٰ کہ میرا یہ گمان ہے کہ شیخ الاسلام اپنے پردادا سے زیادہ عالم ہیں۔ ۱۲

marfat.com

صحابہ و تابعین و غیر ایشاں اختلاف است (تا) باید دانست کہ موضوع ایں مسئلہ خلافیہ غنائے است کہ انتحال میکنند آں را کہ مغنیان کہ عارف اند بصنعت غنا و اختیار میکنند شعرہائی رقیق (تا) اما غنائے کہ جاری شدہ است عادت باستعمال آن برائے تنشیط قلوب بہ مزاولت اعمال و تحمل اثقال و قطع مفاوز و در طریق حج و وصف کعبہ و زمزم و مقام و مانند آں مباح است۔ اگر سالم باشد از ذکر فواحش و محرمات بلکہ سماع مندوب است کہ موجب نشاط است بر اعمال بزرگ کذا ذکرہ ابن حزم فی کتاب الاجماع و گفتہ اند قائلان باباحت کہ روایت کردہ شدہ است غنا و سماع از جماعت کثیر از اکابر صحابہ کہ در ایشاں چندے از عشرہ مبشرہ اند (تا) و ہم غفیر از تابعین و تبع تابعین و اتباع تبع و دیگر علماء محدثین و علماء دین کہ از ارباب زہد و تقویٰ و علم و عبادت بودہ اند چوں عبداللہ بن جعفر در زمان خود امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ و سالم بن عبداللہ بن عمر و قاضی شریح و سعید بن جبیر و عبدالملک بن جریج و ابراہیم بن سعد و جز ایشاں و نقل کردہ شدہ نیز از ائمہ اربعہ سماع غنا و خوش داشتن آں را (تا) و ہم از ابی یوسف آوردہ اند کہ حاضر شد مجلس رشید بادشاہ بود آنجا غنا پس مے شنید و می گریست وا زدا و دعائی کرد ے حاضر می شد سماع را و راست میشد پشت او در سماع و بود شے رحمہ اللہ تعالیٰ عالم فقیہ حنفی تلمیذ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ و جزم کردہ است غزالی و استاذ ابو منصور البغدادی باباحت نزد مالک و شافعی و مروی است از ابی العباس فرغانی کہ میگفت شنیدم صالح بن احمد حنبل را کہ میگفت بودم من کہ دوست مے داشتم سماع را و بود پدر من کہ ناخوش میداشت آنرا پس وعدہ کردم ابن جنادہ را کہ باشد نزد من شبے پس بود نزد من تا دانستم کہ خواب کرد پدر من پس شروع کرد ابن جنادہ در تغنی پس شنیدم آواز بالائے بام پس برآمدم بر بام دیدم پدر خود را بر سطح کہ می شنود غنا را و دامن او زیر بغل اوست و می خرامید گویا کہ رقص میکرد و مانند ایں قصہ از عبداللہ بن احمد حنبل نیز منقول است۔

عبارت شیخ الاسلام طویل ہے۔ لہٰذا اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اس عبارت سے چند

امور واضح ہوگئے۔ (امر اول) شیخ نے کہا ر تغنی بدف ونحو آں" اس عبارت سے پتہ چلا کہ کلام مطلق آلات اور مزامیر میں ہے۔ نہ کہ خاص دف میں۔ لہٰذا جہاں مباح ہیں سب مباح ہیں۔ اور جہاں منع تو سب منع ہیں۔ لہٰذا تخصیص بدف درست نہیں۔ (امر دوم) عید اور خوشی کے دنوں میں غناء مع مزامیر لہو ولعب کے طور پر بھی جائز ہے چہ جائیکہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ یا اس کے مقبولوں کی تعریف جائے۔ اب ہمارے دعوے کی اس عبارت سے جزء ثامن " کہ عید اور دیگر مواقع خوشی پر غناء مع مزامیر لہو ولعب کے طور پر بھی جائز ہے " ثابت ہوگئی۔ (امر سوم) جب شجاعت اور دلاوری کے اشعار جائز ہوئے تو نعت شریف بطریق اولیٰ جائز ہوگی (امر چہارم) جس مسئلہ میں شیخ الاسلام بحث کر رہے ہیں۔ مسئلہ غناء مع مزامیر کا ہے۔ کیونکہ حدیث شریف اسی پر دال ہے جس کی شیخ الاسلام شرح کر رہے ہیں۔ (امر پنجم) اختلاف اس غنا میں ہے کہ گانے والے ماہرین اپنے فن کا مظاہرہ کریں۔ اور رقیق اشعار پڑھیں اور اگر فواحش سے پاک اور اللہ تعالیٰ کے مقبولوں کی تعریف کی جائے تو مستحب ہے۔ اور صحابہ سے لیکر ائمہ مجتہدین تک تمام سماع کی مجالس میں حاضر ہوتے تھے۔

تو پھر ان حضرات کا یہ کہنا غلط ہوا۔ کہ مشائخ غنا مع مزامیر نہیں سنتے تھے بلکہ ہمارے مشائخ غنا مع مزامیر سنتے تھے اور سب سے بڑے شیخ امام ابو یوسف اور داؤد طائی اور مالک اور شافعی اور احمد حنبل سب سنتے تھے ۔ ان لوگوں نے جو شرائط لگا رکھی ہیں۔ درست نہیں۔ کیونکہ رشید کی مجلس میں جو قوالی ہوتی تھی اس میں شرائط کی پابندی کب تھی۔ اس تقریر سے ہمارے دعویٰ کی جزء سابع " کہ غنا عام ازیں کہ بغیر مزامیر کے ہو یا مزامیر کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر ائمہ مجتہدین تک سب نے سنا ہے " ثابت ہوگئی۔

شیخ الاسلام شرح بخاری میں آگے چل کر فرماتے ہیں۔

وگفتہ اند آنچہ وارد شدہ است از ائمہ اکابر بالفاظیکہ دلالت دارد بر تغلیظ محمول است بر غنائے کہ مقترن است بفحش ومنکر جمعاً بین القول والفعل وروایت

کردہ شدہ است از احمد کہ وے قوالی را شنید نزد پسرش صالح وانکار نکرد پس پسر گفت اے پدر آیا نبودی تو کہ انکار کردی ومکروہ داشتی آں را گفت ہمچنیں رسانیدہ اند کہ استعمال مے کنند بادے منکر را۔

اس عبارت میں شیخ الاسلام نے ایک سوال کا جواب دیا ہے، کہ جبکہ ائمہ غنا مع مزامیر سنتے تھے تو پھر اس کے متعلق سخت الفاظ کیوں استعمال کرتے ہیں۔ یہ تو قول اور عمل میں تضاد ہے۔ جواب قول اس صورت میں ہے جبکہ فحش اور رقیق اشعار ہوں اور عمل اس وقت ہے کہ اللہ تعالیٰ یا اس کے مقبولوں کی تعریف ہو۔ لہذا امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کو جب یہ غلط خبر دی گئی کہ قوالی میں فواحش ہوتے ہیں۔ تو انہوں نے انکار کیا لیکن جب خود قوالی میں حاضر ہوئے اور دیکھا کہ منکرات نہیں ہیں تو اسے جائز فرمایا۔

آجکل کے مانعین بھی ممکن ہے کہ غلط خبروں پر انحصار کرکے غلط فہمی میں مبتلا ہوں لہذا ان کو چاہیئے کہ اپنے ائمہ کی پیروی کرتے ہوئے قوالی کی مجالس میں حاضر ہو کر ملاحظہ فرمالیں کہ وہاں ایسے اشعار پڑھے جاتے ہیں۔ جن سے خداوند عالم اور اس کے مقبولوں کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ ورنہ مانعین کے خیال میں تو جن صحابہ تابعین تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین نے قوالی مع مزامیر سنی ہے۔ ان کے پیچھے بھی لوگوں نے نمازیں خراب کیں اور وہ لوگ بھی قابلِ امامت نہیں تھے۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا۔

اب اس حدیث مذکور کی شرح میں علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے ملاحظہ فرمائیں۔ تضربان ای بالدف فیکون عطفا تفسیریا وقیل ترقصان وقیل تضربان علی الکف یعنی تارۃ وتارۃ وفی روایۃ تغنیان ولیستا بمغنیتین ای لا تحسنان الغناء ولا تتخذانہ کسبا وصنعۃ او لا تعرفان بہ او لیستا کعادۃ المغنیات من التشویق الی الھوی والتعریض بالفاحشۃ وبالجمال الداعی الی الفتنۃ ومن ثم قیل الغناء رقیۃ الزنا و ھو مروی عن ابن مسعود۔

علامہ علی قاری نے تضربان کے تین معنے بیان کئے کہ یا تو اس کا معنی دف بجانا ہے

marfat.com

اور ہاررقص اور ناچنا ہے یا تالی بجانا ہے اور نیز علامہ نے فرمایا کہ غنا کی مذمت میں جو روایات ہیں۔ وہ اس غنا پر محمول ہیں جس سے خواہشات نفسانی پیدا ہوں اور فاحشہ اور فتنہ کی طرف رہنمائی ہو۔ نیز علامہ فرماتے ہیں۔

لما تقرر عندہ من منع اللھو والغناء مطلقا ولم یعلم انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قررھن الی ان قال۔ وقال النووی اجازت الصحابۃ غناء العرب الذی فیہ نشاد وترنم والحداء وفعلوہ بحضرتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وبعدہ ومثلہ لیس بحرام حتی عند القائلین بحرمۃ الغناء وھم اھل العراق قال الطیبی وھذا اعتذار منہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بان اظہار السرور فی یوم العیدین شعار الدین ولیس کسائر الایام واما الغناء بذکر الفواحش والمنکرات من القول فھو المحظور من الغناء۔ اس عبارت سے بھی چند امور واضح ہوئے۔

(امر اول) عرب کا غنا جس میں فحش اور منکر قول نہیں ہے۔ بالاجماع جائز ہے تو جس غنا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے مقبولوں کی تعریف ہو۔ وہ بھی بالاجماع جائز ہے۔ خواہ مزامیر کے ساتھ ہو یا کہ بغیر مزامیر کے جیسا کہ شیخ الاسلام کی عبارت میں تصریح موجود ہے۔ اور یہی مروجہ قوالی ہے جس سے مانعین کو انکار ہے۔ حالانکہ یہ قوالی شعار دین سے ہے جیسا کہ علی قاری کی عبارت میں تصریح موجود ہے۔ کیونکہ لاکھوں مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے اور اس میں کثرت سے علماء اور صلحاء ہوتے ہیں۔ اور قوالی سن کر ان پر رقت طاری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے مقبولوں کی محبت میں صالحین کو وجد ہوتا ہے اور صالحین گناہوں سے تائب ہوتے ہیں۔ وہابی علماء اگر ان مجالس کے فوائد سے جاہل ہوتے تو تعجب نہ تھا۔ حیف تو یہ ہے کہ مدعیان حب صالحین بھی ان برکات سے ناواقف نظر آتے ہیں۔

(امر دوم) غنا مع المزامیر میں اختلاف صوفیہ کے غیر میں ہے اور اہل عراق حرمت کا قول کرتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اختلافی مسائل میں تشدد نامناسب ہے۔ اس تقریر سے

marfat.com

ہمارے دعوے کی جزء دعا شر کہ "غنا مع مزامیر میں اختلاف صوفیہ کے ماسوا میں ہے" ثابت ہو گئی (ام بھوم) سابقہ عبارات سے ثابت ہوا کہ غنا العرب جس میں ترنم اور حدی ہے۔ صحابہ کے نزدیک جائز ہے۔ حالانکہ مانعین کے شرائط وہاں موجود نہیں ہیں۔

حدیث مذکورہ بالا کے تحت ابن حجر شرح بخاری میں فرماتے ہیں۔

استدل جماعة من الصوفية بحديث الباب على اباحة الغناء وسماعه بآلة او بغير آلة۔ اس عبارت سے ثابت ہوا کہ قدیم زمانہ سے صوفیہ غنا مع المزامیر سنتے چلے آرہے ہیں۔ اور یہ حدیث بخاری ان کی دلیل ہے۔ قبل ازیں چار شراح حدیث حنفی المذہب کی تصریحات سے ثابت ہو چکا ہے کہ صوفیہ کرام کا حدیث باب سے استدلال درست ہے۔ اگرچہ علامہ ابن حجر نے سابقہ عبارت کے بعد صوفیہ پر رد وقدح کی ہے لیکن ظاہر حدیث اور تصریحات احناف مجددین کے مقابلہ میں ہم ابن حجر کی رائے کے پابند نہیں ہیں۔ جیسا کہ اختلافی مسائل میں ائمہ احناف کی رائے ہمارے نزدیک راجح ہے۔ علامہ ابن حجر کی عبارت نقل کرنے سے ہمارا مقصد صرف معاندین کا رد ہے کہ صوفیہ مروجہ قوالی یعنی غنا مع المزامیر نہیں سنتے تھے۔ یہاں تک ہم نے اپنی پہلی دلیل کو شروح حدیث کی روشنی سے حتی الامکان مکمل کیا ہے۔ اب دوسری دلیل ملاحظہ ہو۔

دلیل دوئم

در مختار میں ہے۔ ومن ذالك ضرب النوبة للتفاخر فلو للتنبيه فلا باس به كما اذا ضرب فى ثلث اوقات لتذكير ثلث نفخات الصور لمناسبة بينهما فبعد العصر للاشارة الى نفخة الفزع وبعد العشاء الى نفخة الموت وبعد نصف الليل الى نفخة البعث وتمامه فيما علقته على الملتقى۔

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ بادشاہوں کے دروازہ پر نوبت بجتی ہے اور اولیاء کے مزاروں پر بھی تین اوقات میں نوبت بجاتے ہیں۔ پہلی نوبت تفاخر کے طور پر اور دوسری نوبت نفخات صور کی یاد دہانی کیلئے۔ لہذا پہلی نوبت منع اور دوسری جائز ہے۔ اس عبارت سے بھی کئی امور ثابت ہوئے۔

marfat.com

امرِ اوّل۔ حدیث شریف میں دف کا ذکر ہے اور یہاں نوبت کا ذکر ہے تو اس سے بھی ہمارے مدعی کی جزرابع ثابت ہوئی کہ جہاں بھی خاص آلہ کا ذکر ہے تو وہاں اس کی خصوصیت مراد نہیں ہے بلکہ عام مراد ہے۔ لہذا اختلاف زمانہ سے جو بھی آلات ایجاد ہوتے ہیں سب کا ایک ہی حکم ہے۔ مانعین جب ہمارے دلائل کا جواب نہیں دے سکتے تو جان چھڑانے کے لئے یہ حیلہ تراش لیتے ہیں کہ دَف کو ہم بھی مانتے ہیں ہمارا اختلاف دوسرے آلات میں ہے۔ یہ بہانہ شراح حدیث اور فقہاء کی تصریحات کے بالکل خلاف ہے کیونکہ دف بھی علی الاطلاق جائز نہیں ہے (امرِ دوم) عبارت مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ مزامیر کے جواز اور عدم جواز میں نیت کا بڑا دخل ہے۔ چنانچہ تفاخر کی نیت میں تو نوبت ممنوع اور تذکیر کی صورت میں جائز ہے۔ جیسا کہ آئندہ صراحتہً مذکور ہوگا۔ تو وہابیہ کی تقلید کرتے ہوئے مانعین کو لوگوں کی نیت پر حملہ نہیں کرنا چاہئیے۔

(امرِ سوم) مانعین نے جو شرائط سماع کا بہانہ تراشا ہے اس کا بھی اس عبارت سے بخوبی رد کیا۔ کیونکہ جو نوبت تذکیر کے لئے بجتی ہے وہاں تمام اہل قریہ اس کو سنتے ہیں حالانکہ ان میں وہ شرائط بتمامہا مفقود ہیں۔ تو جن فقہاء نے ان شرائط کا ذکر کیا ہے۔ تو وہ شرائط جواز نہیں ہیں۔ بلکہ شرائط اولویت اور کمال احتیاط کیلئے ہیں۔ یا یوں کہئیے۔ کہ وہ شرائط موقوف علیہ بمعنے لولاہ لامتنع نہیں ہیں۔ بلکہ بمعنے مصحح لدخول الفاء ہیں۔ کہ ان کی نفی سے نفی جواز لازم نہیں آتی۔ شرائط موقوف علیہ بمعنی لولاہ لامتنع وہ ہیں۔ جو کہ اوپر تصریحات شراح میں موجود ہیں۔ مثلاً ذکر فواحش اور محرمات یا کسی عورت یا لڑکے کے حسن وجمال کی تعریف کہ سامع فتنہ میں پڑ جائے۔ ہماری اس تقریر سے ہمارے دعوی کی جزء تاسع "کہ غنا کے جواز میں جو شرائط کتب فقہ میں مذکور ہیں وہ شرائط اولویۃ ہیں نہ کہ شرائط جواز" ثابت ہوگئی۔

درمختار کی عبارت مذکورہ بالا کی شرح میں علامہ ابن عابدین شامی کی تصریح ملاحظہ ہو۔ وھذا یفید ان آلۃ اللھولیست محرمۃ لعینھا بل لقصد اللھو منھا اما من سامعھا او من اشتغل بھا وبہ تشعر الاضافۃ الا

تری ان ضرب تلک الآلۃ حل تارۃ وحرم اخری باختلاف النیۃ بسماعہا والامور بمقاصدھا وفیہ دلیل لسادتنا الصوفیۃ الذین یقصدون امورا ھم اعلم بہا فلا یبادر المعترض بالانکار کی لا یحرم برکتہم فانہم السادۃ الاخیار امدنا اللہ تعالی بامداداتہم واعاد علینا من صالح دعواتہم

علامہ شامی کی یہ عبارت ہمارے دعوے کے بعض اجزاء پر مکمل دلیل ہے اور معترضین کے تمام دلائل اور اعتراضات کا وافی شافی اور مسکت جواب ہے۔ اگر بندہ اس عبارت کی تفصیلات میں جائے تو بیان طویل ہو جائیگا جس کے لئے بندہ کے مشاغل متحمل نہیں ہیں۔ لہذا مختصراً عبارت کے فوائد عرض کئے جاتے ہیں۔

فائدہ اولی۔ علامہ شامی نے یہاں ایک اصولی مسئلہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ یہ کہ اکثر و بیشتر احکام کی اضافت علت اور سبب کی طرف ہوتی ہے۔ مثلاً صوم رمضان کہ رمضان سبب ہے فرضیت صوم کا۔ اسی طرح صلوٰۃ الظہر کہ وقت ظہر سبب ہے صلوٰۃ کا اور حج البیت کہ کعبہ مکرمہ حج کا سبب ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ المال اس کی تفصیل اصولِ فقہ میں ہے۔ آلاتِ غناء کو جو "آلاتِ لہو" کہا جاتا ہے اور آلات کی اضافت لہو کی طرف ہے۔ تو یہ لہو ان کی حرمت کا سبب ہے یعنی اگر ان آلات سے لہو مقصود نہیں ہے۔ تو حلال ورنہ حرام۔ لہذا آلاتِ لہو نہ مطلقاً حلال ہیں اور نہ مطلقاً حرام۔ حلت اور حرمت کا دار و مدار اچھی اور بُری نیت پر ہے۔

فائدہ دوم۔ آلاتِ لہو حرام لعینہ نہیں ہیں۔ کیونکہ حرام لعینہ کبھی حلال نہیں ہوتا۔ بلکہ حرام لغیرہ ہیں۔ اور وہ غیر قصدِ لہو اور کھیل تماشا ہے۔ جیسے دودھ حلال جانور کا کہ لعینہ حلال ہے اور اگر اس میں قطرہ پیشاب پڑ گیا تو لغیرہ حرام ہو گیا اسی طرح آلاتِ لہو لعینہ حلال ہیں اور شیخ محقق کی عبارت میں بھی یہی مذکور ہوا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

فائدہ سوم۔ اس مسئلہ کا تعلق نیت پر ہے تو مانعین نے سامع کی نیت پر حملہ کر کے فتوے جڑ دیا کہ چونکہ یہ عرس میں قوالی سنتا ہے۔ لہذا اس کی امامت ناجائز

marfat.com

ہے۔ مانعین سے ہم سوال کرتے ہیں کہ علمائے اہلِ سنت اور صالح دیندار جو اپنے مشائخ کے اعراس پر حاضری دیتے ہیں اور سفر کی صعوبت برداشت کرکے اپنے مشائخ کی مجالس میں اللہ تعالیٰ کے مقبولوں کی منقبتیں سنتے ہیں اور ہمارے مشائخ کرام جو سال بسال ایصالِ ثواب کیلئے اعراس کا انتظام فرماتے ہیں۔ اور قوالی کے ساتھ مجالس میں علمائے کرام کی تقاریر ہوتی ہیں۔ کیا تمہارا دل یہی کہتا ہے کہ ہر دو جانب سے لہو مقصود ہوتا ہے؟ کیا تم پر یہ حدیث صادق نہیں آتی (ھلا شققت قلبہ)۔

فائدہ چہارم ۔ شامی نے جو آلاتِ علت حرمت بیان کی تو مانعین کے تمام دلائل ہباءً منثوراً ہو کر اڑ گئے۔ مثلاً ان کی دلیل (۱) (ومن الناس من یشتری لھو الحدیث) سے مراد غنا مع المزامیر ہے۔ تو یہاں بھی لہو کا ذکر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے حرمت کی علت بیان فرما دی۔ (ان وُجدت فوجدت والا فلا) اور تمام احادیث کے جوابات بھی آ گئے۔ مثلاً (استماع الملاھی معصیۃ) یہاں بھی علت کا ذکر ہے۔ جو کہ لہو ہے اور اگر کہیں علت کا ذکر نہیں تو وہاں بھی علت یہی ہو گی۔

دلیل سوم جیسا کہ شیخ الاسلام نے شرح بخاری میں اس مسئلہ کو تفصیل سے بیان کیا۔ اسی طرح علامہ خیر الدین رملی نے بھی اس مسئلہ کو فتاویٰ خیریہ میں نہایت تفصیل سے ذکر کیا ہے اور اس کتاب میں تمام مذاہب کا ذکر کیا پوری تفصیل تو یہاں مشکل ہے البتہ بعض حصے ملاحظہ فرمائیں۔

ذکر محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فی السیر الکبیر عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ انہٗ دخل علیٰ اخیہ البراء بن مالک وھو یتغنی (الی ان قال) ومن الناس من یقول لا باس بہ فی الاعراس والولیمۃ۔ الا یری انہٗ لا باس بضرب الدفوف فی الاعراس والولیمۃ وان کان فی ذلک نوع لھو حیث قال صلی اللہ علیہ وسلم اعلنوا بالنکاح ولو بالدف وکذالک التغنی (الی ان قال) ومنھم من قال لا باس بہ فی الاعیاد (الی ان قال) حاصلہ انہ یفرق الحکم بین التغنی لازالۃ

marfat.com

الوحشة فيحل او اللهو المجرد فيحرم ومنهم من فصل قائلاً ان كان داعية الى الخير يحل وان للشر يحرم وقد صنف الفقهاء فی ذالك مصنفات كثيرة وكذالك اهل التصوف واجمع عبارة فيه ما قاله بعضهم وقد سئل عن السماع بالبراع وغيره من الآلات المطربة هل ذالك حلال او حرام قد حرمه من لا يعترض عليه لصدق مقاله واباحه من لا ينكر عليه لقوة حاله فمن وجد فی قلبه شيئا من نور المعرفة فليتقدم والا فرجوعه عما نهاه الشرع اسلم واحكم (الى ان قال) اختلف اهل العلم فی الغناء فاباحه قوم وحظره اخرون وكره مالك والشافعی وابوحنيفة فی اصح ما نقل عنهم وقال صاحب تشنيف الاسماع لم يرو عن ابی حنيفة نص صريح و انما استنبط بعض اصحابه القول بالمنع من مفهوم كلامه فی قوله " ولا يحضر الوليمة وفيها لهو" وقال صاحب النهاية فی شرح الهداية من الحنفية باباحة الغناء وقال بعضهم اذا كان يتغنى ليدفع الوحشة عن نفسه فلا باس به قال وبه اخذ شمس الائمة السرخسی استدل عليه بان انس بن مالك كان يتغنى فی بيته ولا يفعل ذالك تلهيا ومن يقول بالكراهية مطلقا حمل حديث انس على انشاد الشعر المباحة وجزم صاحب البدائع من الحنفية بما ذكر شمس الائمة و علله بان السماع يرقق القلب وهو ظاهر كلام صاحب الذخيرة من الحنفية وذهب طائفة من الشافعية والمالكية الى التفرقة بين القليل والكثير فاجازوا القليل ومنعوا عن الكثير كما نقله الرافعی وغيره وذهب طائفة الى التفرقة بين الرجال والنساء فجزموا بتحريمه من النساء الاجانب واجروا الخلاف فيما سوى ذالك واما سماع السادة الصوفية رضی الله عنهم فبمعزل عن هذا

marfat.com

الخلاف بل ومرتفع عن درجة الاباحة الی رتبة المستحب۔ کما صرح به غیر واحد من المحققین مثل الشیخ عزالدین بن عبدالسلام عن السماع الذی یعمل به فی هذا الزمان فی مجالس الذکر فاجاب بما صورته سماع ما یحرك الاحوال السنیة المذکرة للآخرة مندوب الیه وقال فی قواعده الکبری عند ذکر السماع من کان عنده هوی مباح کعشق زوجته وامته فلا باس به ومن یجد عوه هوی محرم فسماعه حرام ومن قال لا اجد فی نفسی شیئاً من الاقسام فالسماع مکروه فی حقه لیس بمحرم فمن جزم بالتحریم والتکفیر فقد اخطأ فیما قال ووقع فی الکفر والضلال واستحق العقوبة والنکال۔

فتاوٰی خیریہ کی یہ عبارت اتنی واضح ہے کہ اگر نظر انصاف سے دیکھا جائے توحق واضح ہوجائیگا۔ اب اس عبارت کے نتائج ملاحظہ ہوں۔

نتیجہ اولیٰ۔ عبارت مذکورہ بالا میں جس غنار پر بحث ہے وہ عام ہے۔ خواہ آلہ کے ساتھ ہو یا کہ بغیر آلہ کے۔ اس لئے بعض جگہ آلہ کا ذکر ہے اور بعض جگہ نہیں ہے اور یہ کہ جواز اور عدم جواز میں مختلف تفاصیل ہیں کسی نے ایک تفصیل کو اختیار کیا اور کسی نے دوسری تفصیل کو۔

نتیجہ دوئم۔ غنار میں فقہا کے درمیان اختلاف ہے اور اہلِ تصوف کے درمیان بھی اور بہتر تفصیل ہی ہے۔ کہ اگر دل میں اللہ تعالےٰ اور اس کے مقبولوں کی محبت پیدا ہو تو اسے سننا چاہیئے۔

نتیجہ سوم۔ یہاں مطلق آلات مطربہ کا ذکر ہے نہ کسی خاص کا اور اگر کہیں خاص کا ذکر ہوگا۔ تو اس سے مراد عام ہوگا۔

نتیجہ چھارم۔ شافعی اور مالک نے کراہیت کا قول کیا ہے۔ حالانکہ ان کا فعل ان کے خلاف ہے۔ تو اس کی تطبیق شیخ الاسلام کی عبارت میں گذر چکی ہے۔ کہ یہ دونوں امام جس غنا میں فوحش اور محرمات کا ذکر نہ ہوتا اسکو سنتے اور جس میں ہوتا اس کو نہ سنتے تھے۔

marfat.com

نتیجہ پنجم ۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالٰی سے غناء میں کوئی نص صریح نہیں ہے ۔ امام کے بعض شاگردوں نے امام کے ایک مسئلہ سے کراہیت مستنبط کی ہے ۔ لیکن یہ استنباط ابو یوسف کے نزدیک درست نہیں ہے ۔ ورنہ وہ رشید کی مجلس میں غناء کیوں سنتے ، اور یا یہ توجیہ کرنی ہوگی کہ امام صاحب اس کو مکروہ جانتے ہیں جس میں فواحش کا ذکر ہو یا محض لہو مقصود ہو ۔

نتیجہ ششم ۔ غناء اس وقت منع ہے کہ مقصود لہو مجرد ہو یعنی اور کوئی اچھا مقصد نہ ہو ۔ اور اگر محض اچھا مقصد ہو یا کچھ نیک مقصد اور کچھ لہو تو ہر دو صورت جائز ہیں ۔ اس لئے سابق عبارت میں مذکور ہے ۔ لاباس بضرب الدفوف فی الاعراس و الولیمۃ وان کان فی ذالک نوع من اللھو اور دوسری جگہ فرمایا (اما اللھو المجرد فیحرام)

نتیجہ ھفتم ۔ جتنے مذاہب ہم نے یہاں ذکر کئے ہیں ان میں مانعین کے شرائط کا ذکر نہیں ہے ۔

نتیجہ ھشتم ۔ جتنے مذاہب اور اختلاف غناء میں گذرے ہیں ۔ یہ سب سادات صوفیہ رحمہم اللہ تعالٰی کے سوا میں ہیں ۔ سادات صوفیہ کے متعلق اتفاق ہے کہ ان کے لئے مباح بلکہ مستحب ہے اور یہ اجماع شیخ الاسلام نے شرح بخاری میں اور علی قاری نے مرقاۃ میں اور علامہ شامی نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے ۔ جیسا کہ پہلے تفصیلاً ذکر ہو چکا ہے ۔ ہم نے احناف کی چار معتبر کتابوں سے صوفیہ کے غناء اور سماع پر اجماع نقل کیا ہے پھر واضح ہو گیا کہ امام صاحب کے نزدیک جو غناء مکروہ ہے وہ غیر صوفیہ میں ہے کیونکہ یہ کراہیت ولیمہ سے مستنبط ہے اور ولیمہ صوفیہ کی مجلس نہیں ہے ۔

نتیجہ نہم ۔ جس نے مشائخ پر فتویٰ بازی کی اور غناء کو حرام اور کفر ٹھہرایا ۔ وہ خود کفر اور ضلال میں پڑ گیا ۔ اور اس بات کا مستحق ٹھہرا کہ اس کو تعزیر لگائی جائے ۔

نتیجہ دھم ۔ مانعین نے جو غناء کے شرائط ذکر کئے ہیں وہ کوئی متفق علیہ نہیں ہیں ۔ بلکہ صرف ایک مذہب ہے ۔ جو یہ شرائط مقرر کرتا ہے ۔ عبارت ملاحظہ ہو ۔

marfat.com

فتاوی خیریہ میں ہے۔

ومن اباحة من المشائخ الصوفية فلمن تخلّٰی عن الھوٰی وتحلّٰی بالتقوٰی او احتاج الی ذالک احتیاج المریض الی الدواء وله شرائط الخ

یہ شرائط صرف ایک مذہب پر ہیں۔ جیسے کہ بندہ نے بارہا اس پر تنبیہ کی ہے۔ لیکن مانعین نے یہ سمجھا کہ یہ شرائطِ جواز اور متفق علیہ ہیں

فتاوی خیریہ کی عبارات سے ہمارے دعوی کی جزء سادس کہ "امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے غنا کے ممنوع ہونے پر کوئی نص نہیں ہے" اور جزء تاسع کہ "غنا جو کہ فحش سے خالی ہو عام ازیں کہ مزامیر کے ساتھ ہو یا کہ بغیر مزامیر کے صحابہ سے لے کر ائمہ مجتہدین تک سب سنتے تھے" اور جزء عاشر کہ "غناء مع المزامیر میں اختلاف صوفیہ کے ماسوا ہے" ثابت ہوئیں۔

یہاں تک تو بندہ نے اپنے مدعی پر دلائل بھی قائم کئے اور مانعین کے دلائل کے جواب بھی دیئے۔ لیکن مانعین کی ایک دلیل ذرا قوی ہے۔ اس لئے اس کا مستقل جواب پھر ملاحظہ فرماویں۔ دلیل یہ ہے۔

ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللّٰه۔

یہ حرمت غناء کے متعلق ہے۔ اس کا ایک جواب تو علامہ شامی کی عبارت میں بیان کیا جا چکا ہے۔ دوسرا جواب ملاحظہ ہو۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے۔

عن ابی امامة رضی اللّٰه عنه، قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم لا تبیعوا القینات ولا تشتروھن ولا تعلموھن وثمنھن حرام وفی مثل ھٰذا نزلت ومن الناس من یشتری لھو الحدیث ھٰذا حدیث غریب وعلی بن یزید یضعف فی الحدیث۔

حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گانے والی لونڈیاں نہ بیچو اور نہ خریدو اور نہ ان کو گانا سکھاؤ۔ ان کے پیسے حرام ہیں۔ انہیں لونڈیوں کے حق میں یہ آیت پاک نازل ہوتی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ بعض لوگ لہو الحدیث

marfat.com

خریدتے ہیں تاکہ لوگوں کو خداوند عالم کے راستہ سے گمراہ کریں۔ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد صاحب مشکوٰۃ نے فرمایا کہ امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی حدیث شریف کا ترجمہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

پس معلوم شد کہ ایں حدیث کہ عمدہ است در حرمت تغنی ضعیف است نزد محدثان وخود محدثان میگویند کہ ہیچ حدیث در حرمت غنار ثابت نہ شدہ۔

عبارت کا مطلب یہ ہے کہ حرمت غنار میں بڑی عمدہ دلیل یہی حدیث ہے اور یہ حدیث محدثین کے نزدیک ضعیف ہے اور محدثین فرماتے ہیں کہ حرمت غنار میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے۔ مانعین کی یہ بڑی دلیل ہے جس کو خود علامہ شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے رد فرمادیا۔ مانعین کی ایک اور دلیل انہوں نے اعلیٰ حضرت بریلوی اور اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمہما اللہ تعالیٰ کے ملفوظات نقل فرمائے ہیں تو اس کا جواب واضح ہے۔ کیونکہ ہمارے مشائخ اس کو مطلقاً جائز نہیں فرماتے بلکہ بعض مخصوص حالات میں۔ تو جب آپ نے منع فرمایا تو وہ مقام غنار نہیں ہوگا اور اس وقت گانا اور سننا مناسب نہ تھا۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ آپ علی الاطلاق منع فرماتے ہیں۔ کیونکہ نہایت معتمد ذرائع سے ثابت ہے کہ اعلیٰ حضرت گولڑوی نے غنا کا استماع فرمایا۔ ان اکابر کے اقوال مانعین کی دلیل نہیں ہیں۔ مثلاً حضرت غوث اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے عرس پر مزامیر کسی مانع کی وجہ سے نہیں بجائے جاتے۔ آخر میں بندہ مانعین سے چند سوال کرتا ہے۔

سوال اوّل۔ حضرت علامہ مولانا السید السند پیر دیدار علی شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ غنار استماع فرماتے تھے۔ بندہ کو خود ان کی اولاد کے توسط سے علم ہوا ہے۔ تو کیا مانعین کے نزدیک حضرت شاہ صاحب اپنے وقت میں امامت کے اہل نہ تھے۔ اور جن لوگوں نے ان کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں۔ ان کا اعادہ مانعین کے نزدیک واجب ہوگا اسی طرح کئی اور اکابر بھی ہیں جو غنار استماع فرماتے تھے اور وہ مانعین کے بھی اکابر سے ہیں۔

سوال دوم۔ آپ مقامات حریری اور سبعہ معلقہ پڑھتے اور پڑھاتے ہیں حالانکہ

marfat.com

ان میں اکثر مضامین لہو الحدیث اور فواحش کے قبیلہ سے ہیں۔ مثلاً مقامات حریری میں سروجی ایک لڑکے کو قسم دلاتا ہے (رمی الله دواتی بالاقلام) اور سبع معلقہ میں (دار جلجل) کے قصے پڑھتے پڑھاتے بوڑھے ہو گئے ہیں اور آپ کو کبھی خیال نہیں آیا کہ ہم یہ لہو الحدیث پڑھ کر اور پڑھا کر فاسق ہو رہے ہیں اور امامت کے قابل نہیں رہے۔ آپ لوگ تو ان لہو الحدیث کے بعد فاسق نہیں ہوتے اور ہم اہل سنت اگر ایک پاک مجلس میں یہ سن لیں۔ محمد کی اُلفت بڑی چیز ہے — خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے۔ "ہمارا ناز جو کچھ ہے محمد مصطفےٰ پر ہے"۔ تو آپ کا فتویٰ حرکت میں آجاتا ہے فما هو جوابكم فهو جوابنا۔

سوال سوم۔ یہاں دو چیزیں ہیں (اول) تغنی۔ (دوم) آلات لہو تو جس طرح لہو کی مذمت ہے۔ اسی طرح غناء اور تغنی کی بھی مذمت ہے۔ مثلاً الغناء ینبت النفاق۔ اور غناء یہ ہے کہ موسیقی کے قواعد کے مطابق شعر وغیرہ پڑھے جائیں حالانکہ مانعین کے سامنے قوال لوگ مساجد میں غناء کرتے ہیں اور اسی طرح واعظین وغیرہ کیونکہ آجکل بڑا واعظ وہی ہے جو غناء کے طور پر اشعار پڑھے۔ دراصل قرآن مجید میں جو لہو الحدیث کا لفظ ہے یہ اضافت الصفتہ الی الموصوف ہے یعنی الحدیث اللہو حدیث تو گانے کا نام ہے نہ کہ آلات کا۔ آلات تو صرف حدیث اور گانے کے معاون ہیں۔ آپ نے لہو الحدیث پر تو کبھی فتویٰ نہیں لگایا۔ اور اسکے معاون رسانا کو گردن زنی قرار دے دیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

الفقیر خادم العلماء عطا محمد مدرس دار العلوم
امدادیہ۔ مظہریہ بندیال
ضلع سرگودھا۔

marfat.com

مکتبہ رضویہ کی مطبوعات

دینی اور مذہبی کتابوں کا مطالعہ ہر شخص خصوصاً نوجوان طبقے کیلئے ازحد ضروری ہے۔ اس سے نہ صرف معلومات میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ اعتقادی اور عملی اصلاح کا سامان بھی مہیا ہوتا ہے۔ موجودہ دور میں مسلک اہل سنت وجماعت کے لٹریچر کی اہمیت اس وجہ سے اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ مخالفین اس محاذ پر پوری قوت صرف کر رہے ہیں۔ آیئے آپ بھی اس کارِ خیر میں ہمارے ساتھ تعاون کیجئے، ہماری مطبوعات خود پڑھئے اور اپنے احباب میں یہ شعور پیدا کیجیے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز کی تصانیف

۱ الحجۃ الفاتحہ مع ازیان الارواح۔ ایصال ثواب اور دن مقرر کرنے کے جواز کی بنظیر تحقیق۔ ۶۰ پیسے

۲ اقامۃ القیامہ۔ کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا دلائل قاہرہ سے ثبوت۔ اخباری کاغذ ۶۰ پیسے

۳ ایذان الاجر۔ دفن کے بعد قبر پر اذان دینے کی تحقیق۔ سفید کاغذ ۵، پیسے

۴ النیرۃ الوضیہ۔ حج وزیارت کے مسائل کا مختصر مگر جامع بیان (زیرِ طبع)

۵ رادا لقحط الوبا، مع اعز الاکتناہ۔ مسائل صدقات وزکوٰۃ کا تفصیلی بیان (زیرِ طبع)۔

۶ الکافی۔ منطق کے اسرار رموز کا فاضلانہ تجزیہ از قلم مولانا فضل حق رامپوری۔ ۶۰ پیسے حاشیہ مولانا احمد حسن کانپوری رحمہ اللہ تعالیٰ۔ فن منطق کی اہم ترین کتاب قسم اول۔ ۲-۲۵ عام ایڈیشن ۵۰-۱

کریما مع شرح فیض عطا۔ فاضل نوجوان مولانا محمد رفیق چشتی کے قلم سے (زیرِ طبع)

نام حق مع حاشیہ فضل حق حل اشعار اور بیان مطالب پر مشتمل بہترین کتاب اعلیٰ طباعت مولانا عبد الحکیم شرف قادری کے قلم سے ۵، پیسے

مکتبہ رضویہ مکان ۱۱۱ محلہ اچینت گڑھ، انجن شیڈ لاہور

marfat.com

marfat.com